باسمہ تعالیٰ

سفر عمرہ

یوں بُلاتے ہیں بُلانے والے

تحریر۔ خلیل احمد رانا

فروری ۲۰۱۶ء کے وسط کی بات ہے کہ میرے بچپن کے دوست اور کلاس فیلو شیخ شہزاد صاحب حبیب بینک سے ریٹائیرڈ آفیسر ہیں، ملتان شریف سے میرے پاس تشریف لائے ، باتوں باتوں میں مَیں نے پوچھا! آج کل کیا کررہے ہیں، کہنے لگے کہ ایک ٹریول ایجنسی میں کام کررہاہوں جو حج وعمرہ کے لئے بھیجتے ہیں، میں نے کہا یار زندگی کا کیا اعتبار ہے، میری بڑی تمنا ہے اور بہت دل کرتا ہے کہ مدینہ منورہ میں آقا دو جہاں ﷺ کی زیارت کرلوں، اس کے لئے کتنے پیسوں کی ضرورت ہوگی؟ کہنے لگے کہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آجاتا ہے، میں خاموش ہوگیا، شہزاد صاحب کہنے لگے یار تم پاسپورٹ تو بنالو، کبھی انتظام بھی ہوجائے گا، میں نے کہا میرے پاس تو پاسپورٹ کے لئے بھی پیسے نہیں، مجھے پیسے دیتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ لو تین ہزار روپئے پاسپورٹ بنوالو، میں نے پاسپورٹ کے لئے فارم وغیرہ پُر کر کے جمع کرادیا، تقریباً بیس دن بعد پاسپورٹ مل گیا۔

کچھ دنوں بعد باب المدینہ کراچی کے میرے ایک محسن کرم فرما دوست نے فون کیا کہ اگر آپ کے پاس پاسپورٹ ہے تو فوری میرے ایڈریس پر ٹی سی ایس کرادو، فقیر نے پاسپورٹ باب المدینہ کراچی بھیج دیا، ایک ہفتہ بعد مدینہ منورہ سے محترم بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ العالی کا سلام کے ساتھ میسج آیا، فقیر ان سے ناواقف تھا، نہ جانے انہوں نے میرا فون نمبر کہاں سے لیا، بھائی ابوسلمان مدنی، حضرت شیخ ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے مرید اور پرانے خادم ہیں، انہوں نے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ کے

حالات پر فقیر کی کتاب ''انوار قطب مدینہ'' پڑھ رکھی تھی، اسی محبت کی وجہ سے انہوں نے مجھے میسج کیا، یہ پاسپورٹ بننے سے اگلے مہینے مارچ کی بات ہے، فقیر نے بھائی ابو سلمان مدنی کو جوابی میسج میں لکھا کہ بھائی آپ اس فقیر کی طرف سے مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر عرض کریں کہ آقا میرا زیارت کے لئے بہت دل کرتا ہے، بھائی ابو سلمان مدنی نے جواب میں امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے شعر کا مصرعہ لکھا کہ ''سرکار میں لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے''، اور لکھا کہ میں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں تمہارا نام لے کر عرض کر دی ہے۔

اس میسج آنے کے دوسرے دن ہی ۲۰/ مارچ کو باب المدینہ کراچی سے شام پانچ بجے فقیر کے ایک کرم فرما دوست کا فون آیا کہ آپ جلد باب المدینہ کراچی پہنچو، بلکہ آج ہی ٹرین یا ہوائی جہاز سے آجاؤ، آپ نے عمرہ کے لئے جانا ہے، میں حیران رہ گیا، نہ میری کوئی تیاری نہ جیب میں خرچ کے لئے کوئی پیسہ پائی، کراچی جانے کے لئے بھی پیسے نہیں، نہ ٹرین میں سیٹ بک کرائی، ایک دوست کو بتایا، وہ کہنے لگے کہ اسٹیشن پر چلتے ہیں اور کراچی کے لئے ٹرین کا ٹائم معلوم کرتے ہیں، اسٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ تقریباً پون گھنٹہ بعد کراچی کے لئے ملت ایکسپریس آرہی ہے، سیٹ بکنگ کے لئے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک آدمی برتھ سیٹ کی بکنگ واپس کر کے گیا ہے، اس کے علاوہ سیٹ نہیں، ہم نے کہا ہمیں بھی صرف ایک سیٹ ہی چاہئے، میرے دوست نے نوسو روپئے دے کر ٹکٹ لے لیا اور مجھے کہا کہ گھر بتا آؤ اور سامان لے آؤ، فقیر نے کہا سامان تو کوئی نہیں البتہ دو جوڑے کپڑوں کے ہیں وہ لے آتا ہوں، گھر آکر اپنی اہلیہ سے سارا ذکر کیا، وہ بے چاری بیماری کی حالت میں تھی، خوشی خوشی اُٹھی اور تقریباً چار ہزار روپئے یا اس سے کچھ کم تھے، مجھے لا کر دیئے، کہنے لگی یہ کام آجائیں گے رکھ لو، میں نے ایک بیگ میں تہبند اور کُرتے کے دو جوڑے رکھے اور جلدی سے اسٹیشن پہنچ گیا، عجلت میں کسی کو جانے کی اطلاع بھی نہ دے سکا، گاڑی اپنے ٹھیک ٹائم پر آگئی، ساری رات نیند نہ آئی، مدینہ طیبہ کا خیال ہی رہا، صبح ساڑھے دس بجے باب المدینہ کراچی کینٹ اسٹیشن پر پہنچا، اُتر کر

اپنے کرم فرما دوست کو فون کیا، وہ اپنی موٹر گاڑی لے کر اسٹیشن پر آگئے، تھوڑی دیر میں اُن کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے، انہوں نے کہا تم آرام کرو تمہارا پاسپورٹ تو پہلے آچکا ہے، اس پر ویزہ بھی لگ گیا ہے، آجکل عمرہ پر جانے والوں کا رش ہے، ہوائی جہاز پر سیٹ بک نہیں ہو رہی، آپ بے فکر رہیں دو چار دن میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

آخر ایک ہفتہ بعد ۲۹ / مارچ ۲۹۱۶ء کو ٹریول ایجنسی والے کا فون آیا کہ سیٹ کنفرم ہوگئی ہے، کل شام کی فلائٹ ہے، فقیر نے اپنے کرم فرما دوست کا شکریہ ادا کیا اور معذرت بھی چاہی کہ میں نے اتنے دن آپ کو تکلیف دی، انہوں نے کہا مجھے تو خوشی ہوئی ہے کہ میں نے مدینہ منورہ کے مسافر کی خدمت کی، اگلے دن وہ مجھے اپنی گاڑی میں ائیر پورٹ چھوڑنے گئے، فقیر نے پہلے کبھی جہاز کا سفر نہیں کیا تھا، پندرہ آدمیوں کا قافلہ تھا، ہمارے قافلہ کے سربراہ نے ائیر پورٹ کا سارا معاملہ نمٹا کر ہمیں لاؤنج میں بٹھا دیا، خیال یہی تھا کہ سپیکر میں اعلان ہوگا پھر لاؤنج سے باہر جا کر جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھ کر جہاز میں جانا پڑے گا، لیکن اَب معاملہ ہی اور ہے، ائیر پورٹ کے لاؤنج سے اندر ہی اندر جہاز میں پہنچا دیا جاتا ہے، سعودی عرب ائیر لائن کی یہ فلائٹ ریاض تک تھی، وہاں اُتر کر جدہ کے لئے سعودی ائیر لائن کے دوسرے جہاز میں بیٹھنا تھا، ریاض ائیر پورٹ پر احرام باندھا، جہاز میں بیٹھ کر جہاز کی اُڑان سیدھی ہوئی تو عمرہ کی نیت کی دُعا پڑھی اور تلبیہ پڑھا۔

۳۰ / مارچ کی صبح جدہ ائیر پورٹ پر جہاز سے اُترے، ائیر پورٹ پر نماز فجر ادا کی، سامان لے کر باہر آئے، مکہ معظّمہ کے لئے بس تیار تھی، نیند کوسوں دُور تھی، جدہ سے مکہ معظّمہ سرزمین حجاز کے میدانوں اور پہاڑوں کی زیارت کرتا رہا، زبان پر دُرود شریف جاری تھا، اتنے میں بس مکہ معظّمہ کی آبادی میں داخل ہوئی، خوف اور شرم وندامت سے سر جھک گیا، کچھ ہی دیر میں بس رُکی تو قافلہ سالار نے کہا کہ اپنا سامان لے کر سامنے والے ہوٹل میں چلیں، یہ ہوٹل حرم کے قریب شارع ابراہیم خلیل کی ایک گلی میں تھا، قافلہ سالار نے کہا کہ آپ لوگ کچھ دیر آرام

کرلیں پھر آپ کو عمرہ کی ادائیگی کے لئے حرم لے چلوں گا۔

ہمارے قافلے میں کشمیر کے ایک بزرگ بھی تھے، انہوں نے مکہ معظّمہ پہنچتے ہی اپنے بیٹے کو فون کیا جو کہ مکہ معظّمہ میں ملازمت کرتا تھا، تھوڑی دیر میں اُن کا بیٹا ہوٹل پہنچ گیا، اور اپنے والد صاحب سے کہا کہ چلیں آپ کو عمرہ کرادوں، میں نے سنا تو آرام کرنا بھول گیا، اور حرم کی حاضری کے لئے بے تاب ہو کر اُن سے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں، فقیر نے شرم کے مارے نظریں جھکا رکھی تھیں، اُن کے ساتھ چلتا ہوا نہ جانے کس باب سے داخل ہوا، مسجد الحرام میں داخل ہو کر تقریباً تیس چالیس قدم چل کر آنکھیں اُوپر کیں تو بیت اللہ سامنے تھا، بیت اللہ کی بڑی ہیبت ہے، فقیر پر گریہ طاری ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، جو دعائیں اپنے اور احباب کے لئے ذہن میں تھیں وہ کیں، نظریں کعبۃ اللہ پر جمی رہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہا، مطاف میں داخل ہو کر سبز رنگ کی ٹیوب لائٹ کے پاس پہنچ کر طواف کی نیت کی اور دُعا کر کے طواف شروع کیا، رجب المرجب کا مہینہ تھا، رش بہت زیادہ تھا، تیسرے چکر میں ساتھی بچھڑ گئے، سات چکر پورے کئے، ملتزم کے سامنے دُعا کی، مقام ابراہیم کے پاس بہت رش تھا، ذرا پیچھے ہٹ کر دو نفل ادا کئے، زم زم شریف پیا، سعی کے لئے ایک پاکستانی سے صفا مروہ کا پوچھا، سبز لائٹ کے ساتھ ہی صفا مروہ کا راستہ ہے، مطاف کے برابر والے حصہ میں اصل صفا پہاڑی کے نشانات اُن بھی ہیں، صفا پر جا کر دُعا کی اور سعی شروع کر دی، مروہ کی پہاڑی تک سات چکر پورے کئے۔

اَب حلق کے لئے باہر جانے کا سوچا تو راستہ معلوم نہ تھا، ذہن باب عبدالعزیز کا نام آیا، بعد میں معلوم ہوا کہ جس راستہ سے آیا تھا وہ باب فہد تھا، بہ ہر حال باب عبدالعزیز سے باہر آیا، اپنی جوتیاں تو ملی نہیں، کسی اور کی بھی نہ پہنیں، ننگے پاؤں سڑک پر آیا، حرم کی انتظامیہ کے ایک شخص کو ہوٹل کا کارڈ دکھایا تو اُس نے عربی میں کچھ کہا اور جانے کے لئے ایک طرف اشارہ کر دیا، ننگے پاؤں اُسی سمت چل پڑا، سڑک گرم تھی، پاؤں جلنے لگے کبھی تیز چلتا، کبھی ایک پاؤں

پر دوسرے پاؤں کو رکھتا، یہ دیکھ کر ایک نوجوان لڑکا تیزی سے قریب آیا اور اُردو میں کہنے لگا کہ کیا آپ کے پاؤں جل رہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں سخت جلن ہو رہی ہے، اُس نے اپنے بیگ میں سے نئی چپل نکالی اور مجھے پہنا دی، اور میرا کارڈ دیکھ کر ہوٹل کا راستہ بتا کر فوراً چلا گیا، اللہ کا کرم کہ تھوڑی ہی دیر میں مکہ مکرمہ پر بادل چھا گئے، میرے پاس اہلیہ کے دیئے ہوئے تین ہزار روپئے تھے، ایک منی ایکس چینجر سے بدلوائے، اُس نے سو ریال دیئے، ہوٹل کے قریب ہی ایک باربر کی دکان سے دس ریال میں سر منڈایا، باہر نکل کر ایک بقالہ (جنرل اسٹور) پانچ ریال کی عنبر کھجوریں لیں اور ایک ریال کا حلیب دُودھ، کھجوریں کھا کر دُودھ پی کر آرام کیا۔

دوسرے دن ہوٹل میں کمرے کے ساتھی عمرہ کرنے کی غرض سے مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جانے کے لئے تیار ہوئے تو میں بھی تیار ہو گیا، ہوٹل ہی میں احرام باندھ کر ٹیکسی لے کر مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گئے، وہاں دو نفل پڑھ کر عمرہ کی نیت کی اور ٹیکسی سے واپس حرم شریف آ گئے، بادل چھائے ہوئے تھے، گرمی نہ ہونے کے برابر تھی، یہ عمرہ والد ماجد مرحوم کے لئے کیا۔

تیسرے دن قافلہ سالار نے کہا کہ آج مکہ مکرمہ کی زیارتوں کے لئے جانا ہے، تھوڑی دیر میں بس آ گئی، غار ثور، منیٰ، مزدلفہ، میدان عرفات، جبل رحمت کی زیارت کرتے ہوئے، مسجد جعرانہ پہنچے، وہاں عمرہ کے لئے احرام باندھا، واپسی پر سڑک پر ہی سے غار حرا والی پہاڑی جبل نور کی زیارت کی، اس کے بعد جنت المعلیٰ اور مسجد جن کی زیارت کرتے ہوئے واپس ہوٹل آ گئے، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے لئے حرم کی طرف چل پڑا، بچپن میں سوچا کرتا تھا کہ کبھی بیت اللہ کی زیارت کا موقع ملے اور بارش ہو رہی ہو تو طواف کروں، خیال آیا کہ آج اوپر والے کھلے مطاف میں طواف کروں، الیکٹرک سیڑھیوں کے ذریعے اوپر کھلے مطاف میں چلا گیا، اللہ کریم کا ایسا کرم ہوا کہ جیسے ہی مطاف میں قدم رکھا زوردار موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، بارش میں طواف کرتے ہوئے رقت طاری ہو گئی، اللہ کریم سے دُعا کی

کہ یا اللہ اس باران رحمت سے میرے گناہ دھودے، کسی سے سنا تھا کہ جو بارش میں طواف کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں تیرتا ہے، واللہ اعلم ورسولہ اعلم۔

احرام سے پانی ٹپک رہا تھا، بھیگے ہوئے احرام کے ساتھ سعی کی، ائیر کنڈیشن چل رہے تھے، سردی سے کانپتے ہوئے سعی مکمل کی، باہر آکر حلق کرایا اور اپنے ہوٹل آگیا، یہ عمرہ والدہ ماجدہ مرحومہ کے لئے کیا، اللہ کریم قبول فرمائے۔

چوتھے دن نمازوں کے علاوہ طواف کیا، حجر اسود چومنے کو دل چاہتا تھا، مگر رش دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا کہیں دھکم پیل سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، دُور سے استلام یعنی اشارہ کرنا ہی کافی ہے، جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ دُور سے اشارہ کرنا بھی چومنا ہی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر یقین ہونا چاہئے، البتہ ایک مرتبہ رکن یمانی کی طرف سے بیت اللہ کو مس کیا اور چہرے پر مل لیا تھا۔

پانچویں دن طواف کرنے کے لئے حرم شریف میں حاضر ہوا، دل میں یہ خواہش تھی کہ مولد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاتی، جس مکان مقدس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اُس جگہ کا پتا نہ تھا، اس بات کا دل میں بڑا املال تھا کہ کل چھٹے دن مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانگی ہے، مولد پاک کی زیارت ہو جاتی تو کیا بات تھی، پھر کیا خبر زندگی میں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے، طواف سے فارغ ہو کر بیٹھا تو ساتھ بیٹھے ہوئے ایک پاکستانی نے خود پوچھا کہ کیا آپ نے مولد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ میں نے نہیں، میں تو یہ خیال دل میں لئے بیٹھا تھا، میں نے کل مدینہ منورہ چلے جانا ہے، خواہش تھی کہ کاش اس متبرک مقام کی زیارت بھی کر لیتا، وہ صاحب کہنے لگے کہ آؤ میں تمہیں مولد پاک کی زیارت کراتا ہوں، وہ میرا ہاتھ پکڑ کر صفا مروہ سے گزر کر اوپر کی جانب باہر لے آئے، تھوڑی دُور جا کر مولد پاک کی عمارت نظر آگئی، یہاں غالبًا اَب لائبریری بنی ہوئی ہے، مولد پاک کے سامنے جا کر ہم رُک گئے، کوئی آدمی قریب قریب نہ تھا، دروازہ بند تھا، فقیر نے دو تین سیڑھیاں اوپر جا کر دروازہ کو بوسہ دیا اور نیچے آگیا،

دُعا مانگی اور جبل ابوقبیس کی زیارت کرتا ہوا اپنے ساتھی سے اجازت لے کر واپس ہوٹل آ گیا۔

چھٹے دن صبح کی نماز کے بعد مدینہ منورہ روانگی ہونے لگی تو قافلہ سالار نے مجھے ایک ہزار ریال دیئے کہ باب المدینہ کراچی سے چلتے ہوئے آپ کے دوست نے آپ کے لئے یہ دیئے تھے، میں کھجوریں کھا کر دودھ پی لیتا تھا، اَب کھانا کھانے کے لئے پیسے مل گئے، اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی سے آنکھوں آنسو آ گئے۔

سفر مدینہ منورہ دُرود شریف پڑھتے ہوئے گزرا، ظہر کے وقت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے پیارے شہر مدینہ منورہ میں بس داخل ہوئی، آنکھیں گنبد خضراء شریف کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں، مکانات اور مدنی لوگوں کو دیکھتے ہوئے رشک آ رہا تھا کہ یہ خوش بخت مدینہ طیبہ کے بسنے والے ہیں، یہاں کے غبار میں بھی شفاء ہے، ایک موڑ پر بس میں بیٹھے ہوئے زائرین یک لخت پکار اُٹھے کہ وہ دیکھو سبز گنبد، سب کی آنکھیں سبز گنبد کے نظارہ میں محو ہو گئیں، اور دُرود شریف کی صدائیں گونجنے لگیں، ہمارا ہوٹل حرم شریف سے صرف سو قدم کے فاصلے پر تھا، سامان رکھ کر غسل کیا، کپڑے بدلے، خوشبو لگائی اور حرم کی طرف چل پڑا، یہ گیٹ نمبر ۲۱، ۲۲ تھا، سامنے باب فہد ہے، پیچھے مڑ کر دیکھا تو دُور حضور نبی کریم کا محبوب پہاڑ اُحد شریف نظر آ رہا تھا، باب فہد میں داخل ہو کر سیدھا چلتا رہا، آگے باب مجیدی لکھا ہوا تھا، یہاں سے بھی آگے چلتا ہوا مسجد نبوی شریف کے پرانے صحن میں جا کر نماز ادا کی، ندامت کی وجہ سے آنکھیں اوپر نہ اُٹھا سکا، حالانکہ اسی صحن میں اوپر دیکھتا تو بائیں طرف گنبد خضراء ہے، خیر نماز ادا کر کے اسی راستہ سے واپس ہوٹل آ گیا، ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے مواجہہ شریف میں حاضری نہ دی، قافلے میں کوئی دوست اور ہم مزاج نہ تھا، اس لئے کسی سے نہ پوچھا، اسی طرح باقی نمازیں ادا کیں اور واپس ہوٹل آ گیا۔

اگلے دن بازار سے موبائل کی سم لی اور بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ کو فون کیا، وہ شام کو نماز مغرب کے بعد حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے خدام کے ساتھ ہوٹل میں ملنے تشریف

لائے، اللہ تعالیٰ ان احباب کو آباد رکھے، فقیر نے بھائی ابو سلمان مدنی مدظلہ سے عرض کی کہ فقیر نے ابھی تک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں حاضری نہیں دی، کیونکہ فقیر اپنے میں ہمت نہیں پارہا، اور نہ ہی مجھے مواجہہ شریف کا راستہ معلوم ہے، بھائی ابو سلمان مدنی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ میں آپ کو حاضری کے لئے لے چلتا ہوں، چنانچہ فقیر اُن کے ساتھ باب السلام کی جانب سے حاضر ہوا، خیال تھا کہ جس طرح ٹی وی میں دیکھتے ہیں پہرہ دار لائن کو چلاتے رہتے ہیں اور زائرین کو تھوڑا سا بھی کھڑا نہیں رہنے دیتے، یا باادب ہو کر کھڑا نہیں ہونے دیتے، کوئی عرض نہیں کرنے دیتے، لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منگتے پر ایسا کرم فرمایا کہ تقریباً آدھ گھنٹہ باادب کھڑے ہو کر جی بھر کر حاضری دی، دل کی تمام کہہ دی، اپنا دُکھ سنایا، شفاعت کے لئے عرض کیا، دوست احباب کا سلام عرض کیا، باہر آکر بھائی ابو سلمان مدنی مدظلہ، فقیر کو جنت البقیع شریف کی حاضری کے لئے لے گئے، انہوں نے فرمایا کہ بقیع شریف کے دروازہ میں کھڑے ہو کر دُعا کر لی جائے کہ اندر جانے سے بے ادبی ہوگی، یعنی ہمارے پاؤں اس قابل نہیں کہ نہ جانے کسی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد پر پاؤں آجائے، چنانچہ وہیں دروازہ پر کھڑے ہو کر دُعا کی، بقیع شریف کی سیڑھیوں سے واپس نیچے اُتر کر بھائی ابو سلمان مدنی مدظلہ نے بقیع شریف کی دیوار کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ العزیز اور دیگر بزرگوں کے مزارات کی سیدھ میں نشان دہی کر کے فقیر کے ساتھ فاتحہ پڑھی۔

حرم شریف سے باہر آکر بھائی ابو سلمان مدنی مدظلہ نے فقیر سے فرمایا کہ ہم روزانہ بعد نمازِ عشاء حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے پیدل اُحد شریف جاتے ہیں، اگر آپ کا ارادہ تو آپ بھی ہمارے ساتھ چلا کریں، فقیر نے کہا ضرور چلوں گا، اگلے دن عشاء کی نماز کے بعد بھائی ابو سلمان مدنی کا فون آیا کہ میں ہوٹل کے

باہر آگیا ہوں تم نیچے آجاؤ، رات کو ہم حضرت سید الشھداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیدل چل پڑے، وہاں قریب پہنچ کر بھائی ابوسلمان مدنی دامت برکاتہم العالیہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے، اور ساتھ مجھے بیٹھنے کا کہا، بیٹھنے کے بعد فرمانے لگے کہ یہ وہی جگہ ہے جس پہاڑی پر حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ اُحد میں تیرانداز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کھڑا کیا تھا، رات کا سہانا سماں تھا، بالکل خاموشی تھی، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فقیر کو فرمانے لگے کہ آؤ حضرت سید الشھداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چلتے ہیں، فقیر پیچھے پیچھے ساتھ ہولیا، تھوڑے سے قدم چلنے کے بعد مزار اقدس کی جالی مبارک نظر آئی، اُس وقت کوئی اور زائر نہیں تھا اور نہ ہی کوئی انتظامیہ کا آدمی وہاں تھا، بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ نے اپنے ساتھ کھڑا ہونے کا فرمایا، فقیر نے جالی مبارک کے قریب جا کر مزار مبارک کی زیارت کی اور باادب ہو کر سلام پیش کرتے ہوئے عرض کی یا عم رسول اللہ ﷺ، یا دفاع معضلات، (اے مشکلوں کو کھولنے والے، یا کاشف الکربات، یا اسد اللہ واسد رسول اللہ ﷺ اپنے پیارے بھتیجے حضور نبی کریم ﷺ سے مجھ گنہگار کی سفارش فرمایئے، میں بہت دُور سے آیا ہوں، مہربانی فرمایئے، جو عرض معروض کرنی تھی کی، بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ نے فقیر کو نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زمین پر ہاتھ پھیر کر چہرہ پر مس کیا، فقیر نے بھی ویسا ہی کیا، اور ہم مدینہ منورہ کا ذکر تے ہوئے واپس حرم شریف کی طرف آگئے، حرم نبوی ﷺ سے مزار سید الشھداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فاصلہ تقریباً تین کلومیٹر ہوگا، اتنا ہی واپسی کا۔

ایک دن اسی طرح حضرت سید الشھداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے واپسی پر بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ، نے مسجد زرعہ اور مسجد استرحۃ کی زیارت بھی کرائی، حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ اُحد میں جاتے ہوئے جس جگہ زرعہ پہنی تھی، اس جگہ مسجد زرعہ ہے، اور جہاں آرام فرمایا تھا وہاں مسجد استراحۃ ہے، فقیر نے ان میں ایک مسجد میں نوافل بھی پڑھے تھے۔

اسی دوران جمعرات کے دن عشاء کی نماز کے بعد حضرت سید الشھداء رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، حاضری کے بعد بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ آج حضرت قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر محفل ہے وہاں جانا ہے، انہوں نے ایک ٹیکسی کو روکا، تھوڑی دیر میں ہم حضرت کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے، اندر داخل ہوئے تو محفل شروع تھی، ہم بھی شامل ہوگئے، محفل ختم ہونے کے بعد ضیافت کا انتظام تھا، کھانے کے بعد بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ اور بھائی ابوحمزہ مدنی صاحب مدظلہ نے حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت شیخ ڈاکٹر رضوان احمد قادری مدنی دامت برکاتہم العالیہ سے ملوایا، فقیر نے دست بوسی کی، آپ نے اس حقیر کے سر کو بوسہ دیا پھر کندھے کو بوسہ دیا، اور حقیر کو ایک جانماز اور بیئر روحا کے پانی کا ایک بڑا کین عنایت فرمایا، فقیر نے اجازت لی اور بھائی ابوعدنان مدنی مدظلہ اپنی گاڑی میں فقیر کو ہوٹل چھوڑ گئے، حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ چار پانچ دن نماز عشاء کے بعد اسی طرح حاضری ہوتی رہی الحمدللہ۔

مدینہ منورہ میں چھٹے دن قافلہ سالار نے ہمیں مدینہ منورہ کی زیارتیں کرائیں، رات کو بھائی ابوسلمان مدنی مدظلہ نے اپنے گھر پر فقیر کی دعوت کی، وہاں انہوں نے حضرت قطب مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کے پرانے خدام کو بھی بلایا ہوا تھا، سب سے فقیر کا تعارف کرایا کہ انہوں نے حضرت شیخ قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے حالات پر کتاب ''انوار قطب مدینہ'' لکھی ہے، تمام بزرگوں نے فقیر پر بڑی شفقت فرمائی اور دُعاؤں سے نوازا۔

مدینہ منورہ میں ساتویں دن پھر امیر قافلہ نے کہا کہ آج شھداء بدر کی زیارت کو جانا ہے، مقام شھداء بدر جاتے ہوئے راستہ میں بیئر روحا کے مقام پر بس روک دی گئی، تمام زائرین بس سے اُتر آئے، اردگرد جنگل ہے، روحانیت محسوس ہوئی، گائیڈ نے بتایا کہ یہاں ستر انبیاء علیہم اسلام نے غسل فرمایا اور پانی پیا ہے، فقیر نے بھی جی بھر کر پانی پیا اور وضو کیا، ساتھ ہی بنی ہوئی سادہ سی مسجد میں دو نفل ادا کیئے، امیر قافلہ نے چائے پلائی اور قافلہ مقام بدر کی طرف روانہ ہوا، مقام بدر کے قریب ایک پٹرول پمپ پر دوبارہ وضو کیا، گائیڈ نے بتایا کہ بس سے نیچے

اُتر کر شہداء بدر کے لئے فاتحہ نہ کہیں، بلکہ بس میں بیٹھ کر ہی دُعا کی جائے، کیونکہ یہاں انتظامیہ اس کی اجازت نہیں دیتی، بس سے اُتر کر میدان بدر کی زیارت کی، وہ کنواں بھی دیکھا جس میں کفار و مشرکین کی لاشیں ڈالی گئی تھیں، جبل ملائکہ بھی دیکھا جس پر فرشتے مدد کے لئے اُترے تھے، مسجد عریش بھی دیکھی، زیارتیں کرنے کے بعد واپسی ہوئی، ظہر کے وقت واپس مدینہ منورہ آئے، ناچیز رش کی وجہ سے ابھی تک ریاض الجنۃ میں نفل ادا نہیں کر سکا تھا۔

آٹھویں دن صبح کی نماز کے بعد باب ابوبکر صدیق کی جانب سے ریاض الجنۃ طرف گیا تو دیکھا بہت رش ہے، سو ڈیڑھ سو کے قریب ایک ایک جتھہ ہے جسے باری باری ریاض الجنۃ میں نفل ادا کرنے کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے، جب ہم سے اگلا جتھہ نفل ادا کر چکا تو ہماری باری بھی آئی، دیوانے بھاگ کر جنت کی کیاری میں داخل ہو گئے۔

فقیر کو آخری صف میں جگہ ملی الحمد للہ، دل میں خیال تھا کہ شاید رش کی وجہ سے دو نفل ہی پڑھ سکوں گا، مگر سرکار دو جہاں ﷺ کے کرم بے انتہا سے دس نفل اطمینان سے پڑھے، دیکھا تو ابھی کچھ زائرین جگہ نہ ملنے کی وجہ سے انتظار میں کھڑے ہیں، لہذا فقیر نے منتظر زائرین کے لئے جگہ چھوڑ دی، اور مواجہہ شریف کی طرف حاضری کے لئے چلا گیا، جالی مبارک کے سامنے قریب سے گزرتے ہوئے الوداعی سلام عرض کیا، دوبارہ حاضری کے لئے التجا کی، شیخین کریمین کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور آنسوؤں کے ساتھ اُلٹے پاؤں باب جبرائیل سے باہر آ گیا، مدینہ منورہ کے بازار سے کھجوریں اور کچھ گھریلو سامان خرید کر واپس ہوٹل آ گیا، اس دن احباب مدینہ منورہ سے ملاقات نہ ہو سکی، عصر کے وقت ہمارے گروپ کے امیر نے بتایا کہا آج نماز مغرب کے بعد مدینہ منورہ طیبہ سے واپسی ہے، نماز مغرب کے بعد سامان لے کر ہوٹل کے دروازہ پر پہنچ جائیں، وہاں سے بس آپ کو مدینہ منورہ طیبہ کے ائیر پورٹ پر لے جائے گی، فقیر نے کراچی میں اپنے دوست کو فون پر واپسی کا بتا دیا، نماز مغرب کے بعد سامان سمیٹ کر ہوٹل کے دروازہ پر آ گئے، ابھی آ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ آسمان مدینہ پر گہری گھٹا چھا گئی چھما چھم

بارش ہونے لگی، احقر سامان چھوڑ کر سڑک پر باہر آ گیا اور بارش میں نہانے لگا، بے ساختہ منہ سے یہ دُعا نکلی کہ اے مولا کریم عزوجل یہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا مقدس شہر ہے اور تیری رحمت کی بارش ہو رہی ہے، میں غریب مسافر ہوں اور مدینہ منورہ میں قیام کی آخری گھڑیاں ہیں، نہ جانے زندگی پھر مہلت دے یا نہ دے، مجھ غریب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں بلا حساب بخش دے، چند منٹ بعد بارش رُک گئی اور اُسی وقت بس آ گئی، بس والے نے شور مچا دیا کہ جلدی کرو، سامان رکھا بیٹھے اور بس مدینہ منورہ ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئی، مڑ مڑ کر حرم مقدس کی طرف دیکھتا رہا، آخر آبادی ختم ہو گئی، ائیر پورٹ قریب آ گیا، شہر حبیب ﷺ کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں، دل اُداس تھا جیسے بچے کو ماں سے جُدا کر دیا جاتا ہے، ائیر پورٹ پر نماز عشاء ادا کی، جہاز میں بیٹھے اور صبح آٹھ بجے باب المدینہ کراچی آ گئے، میرے محسن محبوب بھائی صدیقی (اللہ کریم انہیں آباد رکھے) ائیر پورٹ پر لینے آئے تھے، یہ سب کچھ خواب سا لگ رہا تھا، محبوب بھائی نے واپسی کی سیٹ ملت ایکسپریس پر بک کروا رکھی تھی، کراچی سے اگلے دن پنجاب اپنے گاؤں آ گیا، لیکن خیالوں میں مدینہ منورہ ہی میں پھرتا رہا، خواب میں بھی یہی کیفیت رہی، ایک دوست سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے وہاں سے واپس آنے کے بعد چالیس دن تک برکتیں رہتی ہیں، لیکن کئی مہینے گزر گئے وہی یاد رہتی ہے۔

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں